السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مٹھائی وغیرہ سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں کیا آئمہ اربعہ نے ایسا کیا ہے۔؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

(یہ طریقہ بدعت ہے۔کسی امام کا قول یا مذہب نہیں ہے۔(الجدیث ج41 نمبر26

تشریح

از قلم حضرت مولانا عبدالسلام صاحب (مولوی فاضل) بستوی مصنف تصانیف

سوال۔نمبر1۔کیا حضرت امام ابو حنیفہ اپنے وقت میں کس کی نیاز یا فاتحہ دی تھی یا دلائی تھی؟

سوال نمبر2۔آج کل جو ہندوستان میں بڑے بڑے پیر صاحب نظام الدین اولیاء یا خواجہ معین الدین احمیری کے نام پر نیاز فاتحہ کرتے ہیں۔اس کھانے کو فقیر اور مساکین کے علاوہ بڑے امراء ورؤساء بھی بڑے شوق سے کھایا کرتے ہیں۔کیا اس قسم کے کھانے عوام کےلئے جائز ہیں یا نہیں؟

سوال نمبر3۔اگر نیاز فاتحہ نہ بھی جائے صرف بزرگان دین کے نام سے کھانا پکایا جائے۔تو اس کے کھانے کو مساکین اور غرباء کے علاوہ اور لوگ بھی کھا سکتے ہیں کہ نہیں براہ کرم تینوں باتوں کے جواب میں فقہ کا حوالہ بھی دیں۔

جواب۔1۔نہیں۔2۔ناجائز ہے۔3۔دن تاریخ اور رسموں کی پابندی کے بغیر جائز ہے۔اور صرف فقراء مساکین کا حق ہے۔اب ان کا مفصل جواب سنیئے۔

1۔شاہ ولی اللہ دہلویؒ وصیت نامہ میں لکھتے ہیں۔از بدعات شنعیہ ما مردم اسراج است۔در ماتم یا در رسوم وچہلم وششماہی۔فاتحہ سالینہ وایں ہمہ اور قرون اولی وجود نہ بود مصلحت آنست۔کہ غیر تعزیہ وارثان میت تاسہ روز وطعام ایشاں یک شبان وروز زرے نہ باشد یعنی ''جو بدترین بدعتیں ہم میں جاری ہیں۔ان میں ماتم کی فضول خرچی اور تیجہ چالیسواں ششماہی۔وفاتحہ برسی ہ۔خیر القرون میں ان تمام بدعتوں کا نام ونشان بھی نہ تھا۔صرف تین روز تک میت کے وارثوں کے تسلی وتسکین وہمدردی اور غم خواری اور ایک دن رات تک انہیں کھانا بھیجنے کے سوا سب رسموں کو ترک کر دینا چاہیے۔

2۔امام سندھی مدنی حاشیہ ابن ماجہ میں لکھتے ہیں۔

قد ذکر کثیر من الفقهاء ان الضیافة من اهل البیت قلب المعقول لان الضیافة حقها للسرور لا للحزن

یعنی اکثر فقہاء نے یہ لکھا ہے۔کہ میت والے دعوت کریں یہ تو بالکل الٹی بات ہے اور خلاف عقل ہے۔ضیافت خوشی کے موقع پر ہوتی ہے نہ کہ غم کے موقع پر۔

3۔حنفیہ کے سرتاج امام ابن الہمام فتح القدیر میں لکھتے ہیں۔''اہل میت کی طرف سے دعوت کا ہونا مکروہ ہے۔کیونکہ مشروع تو یہ ہے کہ خوشی کے وقت دعوتیں کی جائیں۔نہ کے غمی کے وقت پس مصیبت کے وقت یعنی میت کے بعد یہ دعوتیں سب کی سب بدترین بدعت ہیں۔

4۔مولانا عبد الحیٔ حنفی لکھنوی مجموعہ فتاویٰ میں فاتحہ مروجہ کے طریقہ کی نسبت لکھتے ہیں۔اس کی اصل شرع میں نہیں ہے۔اور سوائے ہندوستان کے کسی ملک میں مروج نہیں۔

5۔مجموعہ فتاویٰ جلد سوم میں مروجہ فاتحہ کی نسبت لکھتے ہیں۔

''ای طور مخصوص نہ ورزمان آپ ﷺ بود ونہ درزمان خلفاء بلکہ وجود آں اور قرون ثلاثہ کہ مشہود لہا بالخیرات منقول نہ شدہ یعنی مروجہ فاتحہ رسول اللہ ﷺ یا خلفاء اربعہ کے یا صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین کے اور تابعین کے زمانے میں نہ تھی تیجے کی نسبت اسی کو کتاب میں لکھتے ہیں۔''در شریعت محمدیہ ثابت نیست''۔اسلام میں یہ ثابت نہیں۔

6۔خلاصہ میں ہے۔ لا یباح اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثانی والثالث وبعد الاسبوع (یعنی تیجہ کرنا درست نہیں)

7۔ فتاویٰ بزازیہ میں ہے۔ یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثانی والثالث وبعد الاسبوع (یعنی میت کے بعد پہلے دوسرے تیسرے دن اور ہفتہ کے بعد دعوت کرنی مکروہ ہے۔

8۔ ملا افندی حنفی رسالہ رد بدعات میں لکھتے ہیں۔ ''جو خلاف شرع باتیں ہمارے زمانہ میں ہو رہی ہیں۔ ان میں یہ بھی ہے کہ قبر پر تیسرے روز جمع ہونا اور خوشبو پھل وغیرہ تقسیم کرنا اور خاص خاص دنوں میں کھانا کھلانا جیسے تیسرے پانچویں نویں دسویں بیسویں چالیسویں دن اور چھ ماہ کے بعد۔'

9۔ ''شیخ عبد الحق دہلوی مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں۔ ''یعنی قبرستان یا میت کے گھر پر کسی اور جگہ لوگوں کو جمع ہو کر قرآنی خوانی۔ ختم کرنے کی سلف صالحین میں عادت نہ تھی۔

10۔ ''شیخ علی متقی رسالہ رد بدعات میں لکھتے ہیں۔ ''یعنی میت پر قرآن پڑھنے کے لئے قبرستان یا مسجد میں یا گھر میں لوگوں کا اجتماع بدترین بدعت ہے۔

11۔ ''حنفی مذہب فقہ کی معتبر کتاب جامع البرکات اور کشف الغطا میں ہے۔ ''جو کھانا ان اطراف میں برسی شسیماہی اور چہلم میں پکا کر کھلاتے ہیں۔ اس میں کوئی بھلائی نہیں بلکہ اس کو کھانا بھی نہیں چاہیے۔

12۔ ماۃ مسائل جو مولانا شاہ اسحاق صاحب حنفی نے 1245 ھجری میں خاندان تیموریہ کے بعض اراکین کے سوالات کے جواب مین فرمائی ہے۔ جس کا اردو ترجمہ امداد السائل بھی خود حنفیوں کے نامور مولوی صاحب مولانا عبد لحیٰ صاحب نے کیا ہے۔ اس کے صفحہ 33 پر لکھا ہے۔ شریعت سے چالیسوں کی فاتحہ کے لئے دن مقرر کرنا ثابت نہیں بلکہ چہلم کے کھانے وغیرہ کا انتظام بھی اچھا نہیں سمجھا گیا۔

13۔ اسی کتاب کے صفہ 86 پر ہے۔ روٹیوں میں فاتحہ دینا جیسا کہ مروج ہے کسی حدیث اور مجتہدین کی کسی روایت سے ثابت نہیں۔

14۔ اسی کتاب کے صفحۂ آخر پر لکھتے ہیں۔ فاتحہ مروج کی کچھ بھی اصلیت نہیں اس لئے یہ امور جو لوگوں میں رائج ہیں۔ وہ حضرت رسول اللہ ﷺ صحابہ رضوان اللہ عنھم اجمعین اور تابعین سے منقول نہیں۔

15۔ حنفی مذہب فقہ کی کتاب عالم گیری میں ہے۔ 'سورہ کافرون سے آخر تک لوگوں کا جمع ہو کر پڑھنا مکروہ ہے۔ اس لئے کہ یہ صحابہ رضوان اللہ عنھم اجمعین سے منقول نہیں۔

16۔ فقہ حنفیہ کی کتاب نصاب الاحتساب میں ہے۔ ''سورۃ کافرون سے لے کر آخر تک مجمع جمع ہو کر پڑھنا مکروہ ہے اس لئے کہ یہ بدعت ہے۔ صحابہ رضوان اللہ عنھم اجمعین اور تابعین سے منقول نہیں۔

17۔ ہدایہ میں ہے کہ صبح صادق کے بعد دو سنتوں کے علاوہ اور کچھ پڑھنا مکروہ ہے۔ اس لئے کہ باوجود حرص کے آپ ﷺ نے دو سنتوں کے علاوہ اور کچھ نہیں پڑھا اور اسی طرح عید گاہ میں اسی طرح عید گاہ میں عید سے پہلے نفل پڑھنے کو منع کرتے ہوئے یہی دلیل وارد کی ہے۔ کتاب الحج میں صحابہؓ کے فعل کی نقل نہ ہونے کی دلیل بنا کر مسئلہ ثابت کیا ہے۔ اور 14۔15 کی دلیل میں آپ پڑھ آئے ہیں کہ صحابہ رضوان اللہ عنھم اجمعین اور تابعین سے منقول نہ ہونے کو کراہیت کی دلیل سے پیش کیا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ کسی فعل شرعی کا آپ ﷺ اور صحابہ رضوان اللہ عنھم اجمعین اور تابعین سے منقول نہ ہونا اس فعل کے بدعت ہونے اور مکروہ ہونے کی دلیل ہے۔ پس مروجہ فاتحہ اور رسوم چہلم وغیرہ بھی بوجہ عدم ثبوت از رسول اللہ ﷺ بدعت و مکروہ ہوگا۔

18۔ مولانا شاہ اسحاق صاحب کی کتاب ماۃ مسائل کے ترجمہ اردو امداد السائل ص 119 میں ہے۔ کھانے کی چیزوں شیرینی وغیرہ پر فاتحہ دلانا اور ان راتوں میں یعنی جمعہ کی رات شب عاشورہ شب برات شب قدر وغیرہ میں احادیث اور کتب معتبرہ کی روایات سے ثابت نہیں اور احادیث صحیحہ مرفوعہ متصل الاسناد سے ارواح کا ان راتوں میں آنا بھی ثابت نہیں۔

خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی سوئم اور چہلم کے عنوان سے اپنے رسالہ درویش مجریہ یکم جون 1926ء میں لکھتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں۔ مرگئے مردود جن کی فاتحہ نہ درود۔ میں کہتا ہوں فاتحہ کرنے والوں کو مرنے والوں کے ایصال ثواب سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ وہ تو محض اپنی ناموری کے لئے سوئم اور چہلم کی رسمیں ادا کرتے ہیں۔ سوئم چہلم دسویں۔ بیسویں۔ کا رواج رسول اللہ ﷺ کی سنت سے ثابت نہیں ہے یہ سب رسمیں مسلمانوں نے ہندوئوں سے سیکھی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مولانا عبد الباری صاحب مرحوم لکھنوی نے وصیت فرمائی تھی۔ کہ ان کا سوئم چہلم نہ ہو جیسے حیدر آباد والے زیادت کہتے ہیں۔ قبر میں میرے اعمال میرے ساتھ جائیں گے۔ میں کسی کا محتاج مرنا نہیں چاہتا۔ جو خرچ سوئم اور چہلم میں ہوتا ہے۔ وہ میں اپنی زندگی میں نیک کاموں کے لئے کروں گا۔ تاکہ میں اپنے والوں کا محتاج نہ رہوں۔ پس ہر مسلمان مرد اور عورت کے لئے لازم ہے کہ سوئم چہلم کی رسم ترک کردے۔ اور جو نیکی کرنی ہو اپنی زندگی میں کرے۔ زندگی میں جو نیک کام کیا جاتا ہے۔ اس کا ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے مرنے کے بعد سوئم چہلم چونکہ نام دیمور کے لئے کیے جاتے ہیں۔ اور ہندوں کی دیکھا دیکھی اس کا رواج ہوا ہے۔ اس واسطے بجائے ثواب کے الٹا عذاب مردے کی روح کو ہوگا۔

19۔ شامی میں ایک لمبی بحث کر کے ان تمام افعال کی نسبت فیصلہ لکھا ہے۔ فلا شک فی حرمتہ وبطلان الوصیۃ بہ یعنی یہ کام تمام بے شک وشبہ حرام محض ہیں۔ اور اگر مرنے والوں نے اس کی وصیت کی ہو۔ اس کی وصیت بھی یقینا باطل اور بے کار ہے۔

20۔ رد المختار جو حنفی مذہب کی چوٹی کی کتاب ہے۔ اس میں تحریر ہے۔ ''ہندوستان وغیرہ میں جو بد رسم ہے کہ میت کے بعد راستوں پر دریاں وغیرہ بچھا کر بیٹھتے ہیں۔ یہ بہت بری رسم ہے۔

21۔ صاحب قاموس مجد دین فیروز آبادی سفر السعادت میں لکھتے ہیں۔ ''سلف صالحین میں یہ دستور نہ تھا کہ قبر پر یا کسی او جگہ جمع ہو کر کسی مردے کے لئے قرآن خوانی کریں یا ختم پڑھیں۔

22۔ حنفی مذہب کی بہت ہی معتبر کتاب خانیہ میں ہے۔ ''اگر مرنے والا وصیت بھی کر جائے ہ میری موت کے بعد آنے جانے والوں کو تین دن کھلاتے پلاتے رہنا تو یہ وصیت بھی باطل ہے۔ وارثوں کے لئے اس کو پورا کرنا جائز نہیں۔

23۔ تذکرہ قرطبی میں ہے۔ ''یعنی جن کے ہاں میت ہوگئی ہو وہ لوگوں کی دعوت کریں۔ یہ فعل اسلام سے پہلے کے جاہلوں کا ہے۔

24۔ اسی کتاب میں ہے۔ ''یعنی جس گھر میں کوئی مر گیا ہوں۔ وہ کھانا پکائیں۔ یہ کام ان لوگوں کا ہے۔ جن کا دین اسلام میں کوئی حصہ نہ ہو۔

25۔ تلخیص السنن میں ہے۔ ان ھذا الاجتماع الخ۔ یعنی میت کے مخصوص مقررہ دنوں میں جمع کرنا مطلقا ثابت نہیں بلکہ ایسا کرنے والے گویا سلف پر صحابہ رضوان اللہ عنھم اجمعین پر رسول اللہ ﷺ پر بلکہ خدا پر طعنہ کرنے والے ہیں۔ کہ امر دین اور میت کے نفع کی چیز ان سب کو تو معلوم نہ ہوئی۔ اور اس کے کرنے والوں نے معلوم کرلی۔

هذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ امرتسری

جلد01ص214-219

محدث فتویٰ